بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

کلمة الحرمین — حافظ عبدالحمید عامر

"وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ"!

فرقہ واریت کیا ہے اور اس کا خاتمہ کیونکر ممکن؟

حکومت تحفظ ناموسِ صحابہؓ کیلیے ٹھوس اقدام کرے!

موجودہ حکومت نے فرقہ واریت کے خاتمہ کا نعرہ خوب خوب اچھالا، بلکہ اسے اپنا ٹارگٹ قرار دیا اور اس سلسلہ میں اپنی کارگزاریوں، کامیابیوں کا پرچار بڑی شدو مد سے کیا ہے —— جب کہ عملاً وہ مساجد کے سپیکروں پر جزوی پابندی عائد کرنے کے سوا کچھ نہیں کرسکی ؟ چنانچہ مذہبی اور سیاسی فرقہ واریت کی بناء پر جتنے قتل اس دورِ حکومت میں ہوئے ہیں، سابقہ کسی دور میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

فرقہ واریت کو کوئی بھی پسند نہیں کرتا اور ہر شخص اس سے نالاں ہے، مگر طرفہ یہ کہ سیاسی فرقہ واریت کو ملک میں قانونی حیثیت حاصل ہے، اور مسلسل نقصانات اٹھانے کے باوجود سیاسی گروہ بندیوں کو پالنے کے لیے اس قدر لاڈ لڈائے جارہے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے —— میر کے اس شعر کے مصداق کہ ؎

میر کیا سادہ دل ہیں کہ بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

چنانچہ جب سیاسی فرقہ واریت (جمہوریت) اس ملک کا اساسی قانون ٹھہرا تو سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر مذہبی فرقہ واریت کا تصور کیا ہے اور حکومت کو اس سلسلہ میں مبتلائے تشویش ہونے کی ضرورت ؟ —— اصحابِ فکر و دانش کے لیے یہ نکتہ یقیناً قابلِ غور ہے، بالخصوص اس لیے کہ بے گناہ انسانی جانوں پر سیاسی فرقہ واریت

کی "نوازشات" مذہبی فرقہ واریت کی نسبت کہیں زیادہ ہیں۔

بہر حال باین حیرت و تعجب حکومت کو تمام تر دلچسپی مذہبی فرقہ واریت سے ہے، مگر مشکل یہ ہے کہ کارپردازانِ حکومت کو اس کے معنے ہی معلوم نہیں — وجہ یہ کہ وہ مذہبی تعلیمات سے کوسوں دور ہیں، ورنہ فرمانِ باری تعالیٰ اس بارے بڑا واضح ہے کہ

"وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ" (الانعام: ۱۵۴)

"اور یہ کہ میرا سیدھا رستہ (صراطِ مستقیم) یہی ہے، تم اسی پر چلو اور اس کے علاوہ دیگر راستوں کی پیروی مت کرنا، ورنہ تم (فرقہ بندی میں مبتلا ہوکر) اللہ کے رستے سے الگ ہو جاؤ گے — اس بات کا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے، تاکہ تم پرہیزگار بنو!"

معلوم ہوا کہ فرقہ بندی کی روک تھام صرف اور صرف صراطِ مستقیم کی اتباع سے ممکن ہے، جب کہ اسی صراطِ مستقیم کو چھوڑ دینے سے فرقہ واریت جنم لیتی ہے۔ اب اگر قرآنِ کریم ہی سے صراطِ مستقیم کی تعریف بھی معلوم کر لی جائے تو مقصود روزِ روشن کی طرح عیاں ہے — ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ" (یٰس: ۶۰-۶۱)

"اے بنی آدم، کیا میں نے تمہیں تاکید نہیں کی تھی کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا، بلاشبہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے — اور یہ کہ تم میری عبادت کرنا، یہی صراطِ مستقیم ہے!"

جب کہ اسی سورۂ یٰسٓ کی ابتداء میں ارشاد ہوا:

"يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝" (یٰس: ۱-۴)

"یٰسٓ، قسم ہے قرآنِ حکیم کی! بلاشبہ آپؐ رسولوں میں سے ہیں —

صراطِ مستقیم پر!"

اوّل الذکر آیات میں سے پہلی آیت میں شیطان کی عبادت سے منع کیا گیا ہے ــــ شیطان کی عبادت کوئی بھی نہیں کرتا، ظاہر ہے کہ اس سے مراد اس کے احکام کی تعمیل ہے، جس سے روک کر (دوسری آیت میں) اللہ تعالیٰ کی عبادت اور احکامِ الٰہی کی اتباع کی دعوت دی جا رہی ہے، اور اسی کو صراطِ مستقیم قرار دیا گیا ہے ــــ جبکہ مؤخر الذکر آیات میں صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے کی گارنٹی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی ہے ــــ یوں اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت، اور اس کے احکام کو سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق بجالانا صراطِ مستقیم کی جامع و مانع قرآنی تعریف ہے، بالفاظِ دیگر جسے ہم اتباعِ کتاب و سنت کا نام دے سکتے ہیں ــــ یہی وہ اصل الاصول ہے جس کے ہم پابند ہیں، اور باقی سب فرقہ واریت، کہ جس کے ڈانڈے شرک ایسے ناقابلِ معافی جرم سے جا ملتے ہیں:

"وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا ط كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ"

(الرّوم: ۳۱-۳۲)

"اور مشرکین میں سے نہ ہونا، یعنی ان لوگوں سے کہ جنھوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور فرقے فرقے ہو گئے۔ سب فرقے اسی سے خوش ہیں، جو ان کے پاس ہے!"

اب ایک شخص وہ ہے جو خالصتاً کتاب و سنت کی اتباع کی دعوت دیتا ہے اور اس راہ میں ہر ممکن جدّوجہد کو اپنا فرضِ منصبی خیال کرتا ہے، جب کہ ایک دوسرا شخص اس کے آڑے آتا اور اس کے مقابلے میں اپنی تمام تر توانائیاں صرف کرتا ہے ــــ ظاہر ہے کہ یہ دونوں برابر نہیں! ــــ ان میں سے ایک حق کا داعی ہے، اور دوسرا "اعراض عن الحق" کا مجرم! ــــ ایک اصل کا متبع ہے، اور دوسرا فرقہ واریت کا عامل و مرتکب! ــــ ایک کا مشن وہ ہے جو حضرات انبیاء و رسلؑ کا مشن رہا ہے، اور دوسرے کا رویہ وہ جو مخالفینِ حق کا شیوہ رہا ہے! ــــ پہلا اگر اس راہ میں زور بازو

یا قوتِ گفتار سے کام لیتا ہے تو یہ جنگ و جدل بھی جہاد ہے، اور دوسرا اگر اس کے درپے آزار ہوتا ہے تو بلا شبہ یہ فساد ہے ـــــ چنانچہ ہونا تو یہ چاہیے کہ پہلے کی حوصلہ افزائی کی جائے، اور دوسرے کی حوصلہ شکنی! ـــــ ایک سے تعاون کرنا رب کی رضامندی کا باعث ہے، اور دوسرا اگر باز نہ آئے تو اسے ہر ممکن طریقہ سے روک دینا مسلمان حکومت کا فرض! ـــــ لیکن اس کے برعکس اگر حق کو پابند کر دیا جائے اور ناحق کو ابھرنے کا موقع دیا جائے تو یہ ناانصافی اور عاقبت نااندیشی ہے ـــــ اور اگر دونوں کو فرقہ واریت کا مجرم قرار دے کر دبا دیا جائے اور اس کا نام فرقہ واریت کا خاتمہ یا امن و امان کا قیام رکھ دیا جائے تو یہ حماقت بھی ہے اور فرائض سے پہلو تہی بھی! ـــــ یہ ممکن ہے کہ امن و امان کے اس علمبردار پر اس دنیا میں داد و تحسین کے ڈونگرے برسیں، لیکن "یوم الدین" کو "مالک یوم الدین" کے سامنے یقیناً وہ مجرموں کی صف میں کھڑا سزا سنائے جانے کا منتظر ہوگا!

ماہِ محرم الحرام ہمارے ملک میں ہر سال شیعہ سنّی فسادات کا پیغام لاتا ہے ـــــ حکومت نے جب فرقہ واریت کو ختم کرنے کا نعرہ بلند کیا تو اس وقت بھی اس کا اصل ہدف شیعہ سنّی تصادم کی روک تھام تھا، اور آج بھی یہی مسئلہ سرِ فہرست ہے ـــــ ہم عرض کر چکے ہیں کہ کتاب و سنت کی اتباع ہی اصل ہے، جب کہ باقی سب فرقہ واریت! ـــــ چنانچہ سنّیوں کو اگر کتاب ملی، تو بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذریعے، اور اور اگر سنتِ رسول ﷺ سے آگاہی ہوئی تو بھی انھی پاکباز ہستیوں کی وساطت سے! ـــــ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان کے نزدیک لائق احترام، واجب التکریم، بلکہ مثالی مومن ہیں ـــــ جب کہ شیعہ کے نزدیک نہ صرف وہ مومن و مسلمان نہیں، بلکہ لائق طعن و تشنیع اور واجب التبرّاء ہیں، جس کے وہ جا بجا مرتکب ہوتے ہیں، اور یہی فساد کی اصل جڑ ہے! ـــــ سطورِ بالا سے یہ بات واضح ہے کہ اس سلسلہ میں حکومت کا رویہ کیا ہونا چاہیے؟ ـــــ لیکن اس کے برعکس آج تک ہوتا یہ چلا آ رہا ہے کہ ہر سال محرم الحرام میں سنّیوں کو دبا کر شیعہ کو سب و شتم صحابہ کی کھلی چھٹی دے دی جاتی ہے، جس کا منطقی اور واجبی نتیجہ یہ ہے کہ حکومت خود

فرقہ واریت پھیلانے کی اوّلین مجرم ہے —— اندریں صورت فرقہ واریت کے خاتمہ کی مہم چہ معنی دارد؟ اور اگر وہ شیعہ سُنی دونوں کو ایک ہی لاٹھی سے ہانک کر پابندِ سلاسل کرتی، اور اسے فرقہ واریت کے خاتمہ یا امن وامان کے قیام کا نام دیتی ہے تو یہ ایک بچگانہ، فضول حرکت ہے —— کیوں کہ جب تک تحفظِ ناموسِ صحابہ رض کے لیے کوئی ٹھوس اقدام نہیں کیا جاتا، یہ فسادات بہرحال ہوتے رہیں گے!

کاربردازانِ حکومت آخر خود بھی مسلمان ہیں، چنانچہ اگر وہ قرآن وحدیث کو مقدس خیال کرتے، صحابہ کرام رض کو واجب الاحترام جانتے اور روزِ قیامت پر یقین رکھتے ہیں تو انھیں اس سلسلہ کی اپنی ذمہ داریاں پہچاننا چاہئیں —— ورنہ وہ یہ سوچ لیں کہ کل کو رب کے سامنے وہ اپنے اس رویہ کی صفائی کس طرح پیش کرسکیں گے؟

وما علینا الا البلاغ!

ارشاداتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

- کامل مومن وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ (بخاری ومسلم)
- جو شخص کسی کو نیک کام کی ترغیب دے گا، اس کو نیکی کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا۔ (مسلم)
- جو شخص آپس میں (یعنی مسلمانوں میں) تفرقہ ڈالے وہ ہم میں سے نہیں۔ (طبرانی)
- جو بزرگوں کا ادب نہ کرے اور چھوٹوں پر رحم نہ کرے، وہ ہم میں سے نہیں۔ (طبرانی)
- جو شخص اپنے بھائی کی حاجت میں شامل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی فرماتا ہے۔ (بخاری ومسلم)
- جب کسی قوم کا بزرگ تمہارے پاس آئے تو اس کی عزت کرو۔ (ابوداؤد)

(مرسلہ خادم حسین پردیسی۔ الریاض، سعودی عرب)